مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ و سلم) کی زیارت کے آداب و طریقے

تالیف:

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز (رحمہ اللہ)

مفتی سعودی عرب و صدر علماء کمیٹی

بسم الله الرحمن الرحيم

مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

الحمد للہ وحدہ، و الصلاۃ و السلام علی لا نبی بعدہ، اما بعد:

فریضہ حج کی ادائیگی سے پہلے یا ادائیگی کے بعد مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا سنت ہے، اس لئے کے بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں پڑھی

جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے"۔ [اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے]۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے، اور مسجدِ حرام میں پڑھی جانے والی ایک نماز میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی سو نمازوں سے افضل ہے"۔ [اس حدیث کو امام احمد، ابن خزیمۃ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے،

اور مسجدِ حرام میں پڑھی جانے والی ایک نماز میری اس مسجد میں پڑھی ہوئی سو نمازوں سے افضل ہے"۔ [اس حدیث کو امام احمد، اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

اس مفہوم میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔ جب کوئی زائر مسجدِ نبوی پہنچے، تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ داخلہ کے وقت پہلے اپنا داہنا پیر آگے بڑھائے، اور یہ دعاء پڑھے: "بسم اللہ، ، و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ، اعوذ باللہ العظیم و بوجہہ الکریم و سلطانی القدیم من الشیطان الرجیم، اللہم افتح لی ابواب رحمتک"، جس طرح سے کہ ایک مسلمان دنیا کی کسی بھی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھتا ہے، اور مسجدِ نبوی میں داخلہ کے لئے کوئی خاص دعاء نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد وہ دو رکعت نماز ادا کرے، اور اپنے لئے دنیا و آخرت کی جو بھلائی چاہتا ہو، اس کی دعاء

کرے۔ اگر یہ دو رکعت روضہ مبارکہ میں ادا کرے تو زیادہ افضل ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: " میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔ نماز کی ادائیگی کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی، اور آپ کے صحابی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہیما کی قبر کی زیارت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بڑے ادب و احترام اور خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا رہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود و سلام بھیجے: "السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ"، جیساکہ سننِ ابو داود میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بھی کوئی بندہ مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالی میری روح مجھے لوٹادیتے ہیں، تاکہ میں اس کے

سلام کا جواب دوں"۔ اور اگر زائر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہوئے یہ کہا: "السلام علیک یا نبی اللہ، السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلقہ، السلام علیک یا سید المرسلین و امام المتقین، اشھد انک قد بلغت الرسالۃ ، و ادیت الامانۃ، و نصحت الامۃ، و جاہدت فی اللہ حق جہادہ" تو اس طرح سلام بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں شامل ہیں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور اللہ تعالی کے فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾ *[33: 56]* پر عمل کرتے ہوئے شرعی طور پر درود اور سلام کو ایک ساتھ بھیجنے کا جو ثبوت ہے، اس کے مطابق آپ کے حق میں دعاء کرے، پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجے، ان کے لئے

دعاء کرے، اور ان سے اپنے رضامندی کا اظہار کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابہ کرام پر سلام بھیجتے، تو اکثر و بیشیتر صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفاء کرتے: "السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابابکر، السلام علیک یا ابتاہ"، پھر واپس لوٹ جاتے۔ قبروں کی یہ زیارت خصوصیت کے ساتھ صرف مردوں کے لئے جائز ہے، جہاں تک عورتوں کا سوال ہے، تو انہیں قبروں کی زیارت کی اجازت نہیں ہے، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے اور اس پر چراغ لگانے والوں پر لعنت بھیجی"۔ اور جہاں تک مسجد نبوی میں

نماز پڑھنے، اور اس میں بیٹھکر دعاء کرنے، ارو اس جیسے دیگر وہ اعمال کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا، جن کا مساجد میں کرنا جائز ہے، تو اس جیسے اعمال کی نیت سے سفر کرنا سب کے لئے جائز ہے، جن کا ثبوت پچھلے بیان کی ہوئی احادیث ہیں۔

زائر کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ زیادہ ملنے والے ثواب کی نعمت کو غنیمت سمجھتے ہوئے پانچ نمازیں مسجدِ نبوی میں ادا کرے، بکثرت ذکر و استغفار کرے، دعاء کرے، اور نفل پڑھے۔ مستحب یہ ہے کہ زائر روضہ مبارکہ میں زیادہ سے زیادہ نفل ادا کرے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پچھلے بیان کی گئی کہ "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے" جس سے اس مقام کی فضیلت واضح طور پر معلوم ہوجاتی ہے۔

فرض نمازوں کے متعلق زائر یا کسی بھی مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کی طرف پہل کرے، اور اپنی استطاعت کے مطابق پہلی صف میں ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے، اسلئے کہ صحیح احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی صف میں نماز ادا کرنے پر ابھارا گیا ہے، اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ: "اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ اذان اور پہلی صف کی کیا فضیلت ہے، اور پھر اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ان کے سامنے قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ رہے، تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے"۔ [اس حدیث پر امام بخاری و مسلم متفق ہیں]۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ سے یہ فرمان کہ: "آگے بڑھتے ہوئے میری اقتداء کرو، اور جو تمہارے بعد والے ہیں، وہ تمہاری اقتداء کریں، اور انسان

نماز سے پیچھے رہنے کا عادی بن جاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی اس کو پیچھے ہی رکھتے ہیں"۔[اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے]۔ امام ابوداود نے حسن سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "انسان پہلی صف سے پیچھے رہنے کا عادی بن جاتا ہے، یہاں تک اللہ تعالی اس کو جہنم کے پچھلے حصے میں ڈالدے گا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: " تم لوگ کیوں اس طرح صف بندی نہیں کرتے، جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بندی کیا کرتے ہیں؟"، تو صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ: فرشتے پروردگار کے سامنے کس طرح صف بندی کیا کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: وہ سب سے پہلے پہلی صف پوری کرتے ہیں، اور صف کے درمیان خلاء نہیں چھوڑتے ہیں"۔ [اس حدیث کو امام مسلم نے

روایت کیا ہے]۔ اس مفہوم کی دیگر بہت سی احادیث ہیں، جس کے ضمن میں مسجدِ نبوی اور دیگر ساری مساجد عمومی طور پر شامل ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ آپ اپنے صحابہ کو صف کی داہنی طرف کھڑے ہونے پر ابھارتے تھے، اور یہ سب جانتے ہیں کہ قدیم مسجدِ نبوی میں صف کا داہنا حصہ روضہ مبارکہ سے باہر کی طرف پڑتا تھا، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صفِ اول، اور صفوں کی داہنی طرف کھڑے ہونے کا اہتمام کرنا روضہ مبارکہ کے اہتمام سے بڑا درجہ رکھتا ہے، اور صفِ اول کی پابندی کرنا روضہ مبارکہ میں نماز کی پابندی کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اس ضمن میں منقول احادیث میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے یہ ایک کھلا ثبوت ہے۔ [اور اللہ تعالی ہی بہترین توفیق دینے والا ہے]۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ حجرہ مبارکہ کو تبرک کے طور پر چھوئے، یا اس کا بوسہ لے، یا اس کے ارد گرد چکّر لگائے، اس لئے کہ سلفِ صالح سے ایسی کوئی چیز منقول نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایک ناپسندیدہ بدعت ہے۔ اور کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کا مطالبہ کرے، یا مصیبت سے نجات، یا بیماری سے شفاء یابی، یا اس جیسے کسی اور چیز کی گذارش کرے، اس لئے کہ یہ وہ چیزیں ہیں، جو صرف اللہ تعالی ہی سے مانگی جاتی ہیں، ان چیزوں کا اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور سے مانگنا شرک اور اللہ کو چھوڑکر غیروں کی عبادت کے مترادف ہے؛ جبکہ اسلام کی بنیاد دو اہم اصولوں پر ہے: ایک یہ کہ ایک اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے، اور دوسرا اصول یہ ہے کہ وہی عبادت کی جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے منقول ہے۔ اور کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی کا مفہوم بھی یہی ہے۔ نیز اسی طرح کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کا مطالبہ کرے، کیونکہ سفارش اللہ تعالی کی ملکیت ہے، لہذا اسی سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا: "قل لله الشفاعۃ جمیعا"۔ [الزمر: 44]

لہذا آپ یہ دعاء کرسکتے ہیں: "اللهم شفع في نبيك، اللهم شفع في ملائكتك و عبادك المؤمنين، اللهم شفع في إفراطي" یا اس جیسی کوئی بھی دعاء کرسکتا ہے، لیکن جہاں تک قبروں میں مدفون لوگوں سے مانگنے کا سوال ہے، تو نہ ان سے سفارش مانگی جاسکتی ہے اور نہ کوئی اور چیز، چاہے وہ انبیاء ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور ہو؛

اس لئے کہ شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ میت اور اس کے اعمال کے درمیان کوئی رابطہ باقی نہیں رہا، سوائے ان چیزوں میں جن کے بارے میں شریعت کی طرف سے استثنی کی گئی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ابنِ آدم مرجاتا ہے، تو سوائے تین چیزوں کے ساری چیزوں سے اس کے اعمال کے رابطہ ختم ہوجاتا ہے، وہ تین چیزیں یہ ہیں: صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے مخلوقِ خدا کو نفع ہورہا ہو، یا وہ نیک اولاد جو میت کے لئے دعاء کرتی ہو"۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی زندگی میں اور قیامت کے دن سفارش کی گذارش کرنا جائز ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت

حاصل ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے اس بندے کے لئے سفارش کی دعاء کریں۔ اور مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی سے یہ کہے کہ: " تم میرے لئے فلاں فلاں معاملے میں اپنے رب سے سفارش کی گذارش کرو"، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے لئے دعاء کرو، اور جس انسان سے دعاء کی گذارش کی جارہی ہے، اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے اللہ سے دعاء مانگے اور اس کی سفارش کرے، بشرطیکہ حلال چیز کی سفارش کی جارہی ہو۔ اور قیامت کے دن کسی کو بھی اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر سفارش کا حق نہیں ہوگا، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ﴾[2: 255] جہاں تک موت کا تعلق ہے، تو یہ ایک خصوصی حالت ہے، جس کو انسان کے مرنے سے پہلی کی حالت سے، اور نہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے اور اکٹھا

کئے جانے کی حالت سے جوڑنا درست ہوگا؛ کیونکہ میت کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے، اور اب وہ میت اپنے کئے ہوئے اعمال کا مرہونِ منت ہے، سوائے ان چیزوں میں جن کے بارے میں شریعت کی طرف سے استثناء ہو، لہٰذا موت کی حالت کو دیگر احوال سے جوڑنا جائز نہیں ہوگا۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے روپوش ہوجانے کے باوجود بھی برزخ والی زندگی میں با حیات ہیں، اور آپ کی یہ حیات شہداء کی حیات سے بھی زیادہ کامل و مکمل ہے، لیکن آپ کی یہ حیات اس حیات کی طرح نہیں ہے، جو آپ کے انتقال سے پہلی تھی، اور نہ اس حیات کے مماثل ہے، جو آپ کو روزِ قیامت نصیب ہوگی، بلکہ یہ وہ حیات ہے، جس کی حقیقت و کیفیت سوائے اللہ تعالی کے کوئی اور نہیں جانتا ہے؛ اور اسی لئے پچھلے بیان کی ہوئی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ:

"جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ تعالی میری روح مجھ میں واپس لوٹاتا ہے، تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں"۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک میت ہیں، اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہوچکی ہے، لیکن آپ کی روح کو لوٹایا بھی جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح سے عاری ہونے پر قرآن و حدیث کی دلائل واضح و عیاں ہیں، اور علماء کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ لیکن روح سے عاری ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخ والی زندگی میں با حیات ہونے کے منافی نہیں ہے، جیساکہ شہداء کی برزخ والی زندگی میں باحیات ہونا بعید بات نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعلی نے فرمایا کہ: ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ .[3: 169]

ہم نے یہاں پر اس موضوع طویل بحث اس لئے کی ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت محسوس ہورہی تھی، کیونکہ اکثر لوگ اس موضوع میں شبہات پیدا کررہے ہیں، شرک کی دعوت دے رہے ہیں، اور اللہ تعالی کو چھوڑکر مُردوں کی عبادت کو رواج دے رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں اور سارے مسلمانوں کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو اسلامی شریعت کے مخالف ہو۔ [واللہ اعلم]۔

آج کل جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آوازیں بلند کررہے ہیں، اور لمبی مدت تک کھڑے رہ رہے ہیں، یہ سراسر ناجائز ہے؛ اس لئے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز بلند کرے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی آپسی گفتگو کی طرح بلند آواز میں بات کرنے سے

منع کیا، نیز اپنی آواز کو پست رکھنے کی ترغیب دی ہے، جیساکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [49: 2, 3].

اور اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس لمبی مدت تک کھڑے رہنے، اور بار بار سلام بھیجتے رہنے بھیڑ کے جمع ہونے کا یقینی اندیشہ ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی پاس شور و غل ہونے اور آوازیں بلند ہوجاتی ہیں، اور یہ عمل ان صریح و واضح آیات میں مسلمانوں کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، اس کے بالکل خلاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات حالتِ حیات اور حالتِ وفات دونوں میں باعزت ہے، لہذا مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ایسے کام

کرے، جو شرعی آداب کے خلاف ہے، اور نیز اسی طرح بعض زائرین جو اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ قبر کی طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھاکر دعاء کریں، یہ سب سلفِ صالح، صحابہ کرام اور تابعین کے عمل کے خلاف ہے، بلکہ یہ تو نئی پیدا کی ہوئی بدعت ہے۔ اور یقینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم پر میری سنت، اور میری بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے، اسی کو تم مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، اور نئے گھڑے جانے والے اعمال سے دور رہو، کیونکہ ہر گھڑی جانے والی چیز بدعت میں شمار ہوتی ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ [اس حدیث کو امام ابو داود اور امام نسائی نے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے]۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: جس کسی نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی چیز پیدا کی، جو اس میں پہلے کبھی نہیں تھی، تو وہ

ناقابلِ قبول ہے"۔ [اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ: "جو کوئی ہمارے عمل کے خلاف کوئی عمل کرے، تو اس کا یہ عمل مردود ہے"۔ اور علی بن الحسن زین العابدین رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعاء کرتے ہوئے دیکھا، تو اس کو منع کیا، اور کہا کہ کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سناوں، جس کو میں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے، اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "میری قبر کو جائے عرس نہ بناو، اور نہ اپنے گھروں کو قبر بناو، اور مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہو، کیونکہ تمہارا سلام تم جہاں کہیں بھی رہو، مجھے پہنچ جاتا ہے"۔ [اس حدیث کو امام حافظ محمد بن عبد الواحد المقدسی نے اپنے

کتاب "المختار" میں ذکر کیا ہے]۔ اسی طرح بعض زائرین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے وقت نمازی کی طرح اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے سینے پر یا سینے کے نیچے باندھکر کھڑے ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد و سلام بھیجتے وقت اس طرح کھڑے ہونا جائز نہیں ہے، اور نہ حکمرانوں اور امیروں، یا کسی اور کے سامنے بھی اس طرح کھڑے ہونا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ عاجزی و انکساری اور عبادت کی کیفیت ہے، جو صرف اللہ ہی کے لئے ہی زیبا دیتی ہے، جیساکہ حافظ ابن حجر نے اپنے کتاب فتح الباری میں علماء سے یہ نقل کیا ہے۔ اور یہ کوئی پیچیدہ معاملہ نہیں ہے، اور ہر وہ شخص جو اس میں غور کرے، اور اس کا مقصد سلفِ صالح کی اتباع کرنا ہو، تو اس کو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجائے گی۔ اور جہاں تک اس شخص کا سوال ہے، جس پر عصبیت، نفسانی

ہوس، اندھی تقلید، اور سلفِ صالح کی اتباع کی دعوت دینے والوں کے ساتھ بد گمانی کا بھوت سوار ہو، تو ایسے شخص کا معاملہ تو اللہ ہی کے سپرد ہے۔ ہم دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں اور انہیں ہدایت کی دولت سے، اور حق کو دیگر ساری چیزوں پر غالب رکھنے کی توفیق سے نوازے۔ یقینا اللہ تعالی ہی کی وہ پاک ذات ہے، جو بہترین کارساز ہے۔

اور اسی طرح بعض لوگ دور ہی سے قبر شریف کا رُخ کرتے ہیں، اور درود و سلام گنگنانے لگتے ہیں۔ یہ عمل بھی پچھلے اعمال کی طرح نئی گھڑی ہوئی چیزوں میں شمار ہے، اور مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس دین میں کوئی ایسی چیز گھڑے، جس کی اجازت اس کے پروردگار کی طرف سے نہ ملی ہو۔ اس طرح کے اعمال کرنے والا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و خلوص کے بجائے آپ

سے بغض و عداوت رکھنے والوں سے زیادہ مشابہ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو اور اس جیسے دیگر اعمال پر نکیر کی، اور کہا کہ: "اس امت کے آخری فرد کی اصلاح بھی اسی چیز سے ہوگی، جس سے اس امت کے پہلے فرد کی اصلاح ہوئی تھی"۔ یہ سب جانتے ہیں کہ امت کے پہلے افراد کی اصلاح کی بنیاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اور تابعین کا طور و طریقہ پر تھی، اور اس امت کے آخری میں آنے والے افراد کی اصلاح ان ہی طور و طریقوں کو مضبوطی سے تھامے رکھنے اور اس پر چلنے سے ہوگی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالی مسلمانوں کو ان چیزوں کی توفیق سے نوازے، جس میں ان کے لئے نجات و سعادت ہو، اور دنیا و آخرت میں عزت

و کامیابی ہو، یقینا اللہ تعالی بڑا ہی کرم فرما اور سخی ہے۔

تنبیہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت واجب نہیں ہے، اور نہ حج کے لئے شرط کی حیثیت رکھتی ہے، جیساکہ بعض عوام الناس کا گمان ہے، بلکہ یہ اس شخص کے حق میں مستحب ہے، جو مسجدِ رسول جائے، یا وہ اس سے قریب میں رہتا ہو۔ اور وہ شخص جو مسجدِ نبوی سے دور و دراز علاقے میں رہتا ہو، تو قبرِ رسول کی زیارت کی نیت سے اس کے لئے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے، البتہ مسجدِ رسول کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا اس کے لئے جائز ہوگا، اور جب وہ مدینہ منورہ پہنچ جائے، تو قبر شریف کی زیارت کرے، اور

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قبر کی بھی زیارت کرے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی زیارت مسجدِ نبوی کی زیارت کے ضمن میں آگئی ہے؛ اس لئے کہ بخاری و مسلم میں صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "سوائے تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے، ایک مسجدِ حرام، دوسری میری یہ مسجد، اور تیسری مسجدِ اقصی"۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر، یا آپ کے علاوہ کسی اور کے قبر کی زیارت کرنا جائز ہوتا، تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جانب امت کی رہبری فرماتے، اور اس کی فضیلت سے اپنی امت کو آگاہ کرتے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی سب سے زیادہ بھلائی چاہنے والے، اللہ تعالی کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے،

اور اپنے اندر سب سے زیادہ خشیتِ الہی رکھنے والے تھے، آپ نے ہر چیز کھول کھول کر پہنچادی ہے، اپنی امت کو ہر بھلائی کی راہ بتادی ہے، اور ہر برائی سے انہیں خبردار بھی کردیا ہے، کیسے زیارت کے لئے سفر جائز ہوسکتا ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ: "تم میری قبر کو جائے عرس نہ بناو اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناو، اور مجھ پر درود و سلام بھیجتے رہو، یقینا تمہارا سلام مجھے پہنچادیا جاتا ہے، چاہے تم کہیں بھی رہو"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کو جائز کہنے سے آپ کی قبر کا جائے عرس بننا، اور وہی مبالغہ آرائی اور غلو کے مسائل لازمی طور پر پیدا ہوجاتے ہیں، جن

میں مبتلاء ہونے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندیشہ ظاہر کیا تھا، جیساکہ بہت سے لوگ قبر کے پاس غلو اور مبالغہ کے شکار ہیں، اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

اس مسئلے سے متعلق جن احادیث کو دلیل بناتے ہوئے قبرِ رسول کی زیارت کے لئے سفر کو جائز کہا جاتا ہے، وہ سب احادیث کمزور سند والی، بلکہ گھڑی ہوئی موضوع احادیث ہیں، جیساکہ ان کے کمزور ہونے پر متعدد علماء کرام، جیسے دار قطنی، بیہقی، حافظ ابن حجر وغیرہ نے متنبہ کیا ہے، اور ان کمزور احادیث کا اُن صحیح احادیث سے کوئی تقابل یا تعارض ہی نہیں ہوسکتا ہے، جن میں تین مسجدوں کے علاوہ کسی بھی مسجد کے لئے سفر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

قارئ کریم: ہم آپ کے سامنے اس مسئلے سے متعلق کچھ گھڑی ہوئی موضوع احادیث ذکر کرنے جارہے ہیں، تاکہ آپ کو ان کی جانکاری ہوجائے، اور ان کی جال میں پھنسنے سے آپ محفوظ رہ سکیں۔

پہلی حدیث: "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی، یقینا اس نے مجھ پر ظلم کیا"۔

دوسری حدیث: "جس نے انتقال کے بعد میرے قبر کی زیارت کی، گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے"۔

تیسری حدیث: "جس نے ایک ہی سال میں میری زیارت کی اور میرے والد ابراہیم کی زیارت کی، تو میں اللہ کے پاس اس کے لئے جنت کی ضامن ہوں"۔

چوتھی حدیث: "جس نے میرے قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے"۔

یہ اور اس جیسی دیگر احادیث کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے "التلخیص" نامی کتاب میں اس جیسی اکثر احادیث کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ: "اس حدیث کی ساری روایات ضعیف اور کمزور ہیں"۔ اور حافظ عقیلی نے کہا کہ: "اس مسئلے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے"۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ "اس قسم کی ساری احادیث گھڑی ہوئی موضوع ہیں۔ اور آپ کے لئے ان کی جانکاری رکھنا، ان کو اپنے خیال میں رکھنا، اور ان سے آگاہ رہنا کافی ہے۔ اگر اس طرح کا کوئی عمل صحیح سند سے ثابت ہوتا، تو لوگوں میں سب سے پہلے صحابہ کرام اس پر عمل کرتے، لوگوں کے سامنے اس

کی وضاحت کرتے، اور اس کی دعوت دیتے، اس لئے کہ صحابہ کرام، انبیاء کرام کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ نیک، اللہ تعالی کے حدود اور اس کی جائز کی ہوئی چیزوں کا لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے، اور اللہ کے لئے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ بھلائی چاہنے والے ہیں، اور جب صحابہ سے اس طرح کی کوئی چیز منقول نہیں ہوئی ہے، تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ عمل ناجائز ہے، اور اگر اس مسئلے سے متعلق کوئی چیز صحیح سند سے سامنے بھی آجائے، تو اس کو زیارتِ قبور کی ایسی جائز صورت پر محمول کیا جائے گا، جس میں صرف قبر کی زیارت کے لئے سفر کی نوبت نہ آتی ہو، تاکہ دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہوجائے۔ [اللہ تعالی اعلم]۔

فصل

مدینہ کے زائر کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ مسجدِ قباء کی زیارت کرے، اور اس میں نماز ادا کرے، اس لئے کہ

بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار یا پیدل، دونوں حالتوں میں مسجدِ قباء کی زیارت فرماتے، اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔

حضرت سیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے گھر میں پاکی حاصل کی، پھر مسجدِ قباء پہنچکر اس میں نماز ادا کی، تو اس کو عمرہ کی ادائیگی کا ثواب ملے گا"۔ [اس حدیث کو امام احمد، نسائی، حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا، یہاں ذکر

کئے ہوئے الفاظ ابن ماجہ کے ہیں]۔ زائر کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ وہ جنت البقیع اور شہداء کی قبروں، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبر کی زیارت کرے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے، اور ان کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے، اور اس لئے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "قبروں کی زیارت کرو، کیونکہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے"۔ [اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی صحابہ کرام زیارتِ قبور کے لئے جایا کرتے تھے، تو آپ انہیں یہ دعاء سکھایا کرتے تھے: "السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين و المسلمين، و إنا إن شاء الله بكم لاحقون، نسأل الله لنا و لكم العافية"۔ [اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت سلیمان بن

بریده سے، اور انہوں نے اپنے والدِ محترم سے روایت کیا ہے]۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ صلی الله علیہ وسلم کا گذر مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس سے ہوا، تو آپ ان قبروں کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا: "السلام علیکم یا أهل القبور، یغفر الله لنا و لكم، أنتم سلفنا و نحن بالأثر"۔

ان ساری احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیارتِ قبور کی شرعی حیثیت کا مقصود یہ ہے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہو، مسلمان اموات کے لئے دعاء رحمت و مغفرت ہو۔

مسلمان اموات کی قبروں کے پاس ان اموات سے مانگنے، ان کی قبروں کے پاس کھڑے رہنے،

یا ان سے اپنے حاجتوں کی برآری، یا بیماروں کی شفایابی، یا ان کے وسیلے یا صدقے سے اللہ تعالی سے مانگنے کے لئے زیارتِ قبور کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے، نہ اللہ تعالی نے اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز ٹہرایا ہے، اور نہ سلفِ صالح کے اعمال سے اس کا کوئی ثبوت ہے۔ بلکہ یہ تو وہ ممنوعہ کام ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: " قبروں کی زیارت کرو، اور بدکلامی نہ کرو"۔ یہ اوپر ذکر کئے ہوئے سارے اعمال میں مشترکہ چیز یہ ہے کہ یہ سب کے سب بدعت میں شامل ہیں، لیکن ان کے درجات الگ الگ ہیں، ان میں سے بعض صرف بدعت ہیں، شرک نہیں ہیں، جیسے قبروں کے پاس اللہ تعالی سے مانگنا، اور میت کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالی سے دعاء کرنا۔ اور دیگر بعض وہ اعمال ہیں، جو شرکِ

اکبر میں شمار ہیں، جیسے اموات سے مدد طلب کرنا اور ان سے مانگنا۔ پچھلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر ہوچکا ہے۔ لہذا آگاہ رہیں، اجتناب کریں، اور اپنے پروردگار سے نیک توفیق اور حق کی طرف رہبری کی طرف دعاء کریں، یقینا اللہ تعالی کی پاک ذات توفیق بخشنے والی، اور ہدایت دینے والی ہے، اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور پروردگار ہے۔

یہ مذکورہ بالا چیزیں ہم نے لکھنے کا ارادہ کیا، اور اللہ اول و آخر ہم اللہ تعالی کے شکرگذار ہیں۔

وصلى الله و سلم على عبده و رسوله و خيرته من خلقه محمد و على آله و أصحابه و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.